تاج الملوک کی کایا کلپ: نفسیاتی تعبیر

ظہیر عباس
لیکچرر اردو، گورنمنٹ کالج راوی روڈ، شاہدرہ، لاہور

METAMORPHSIS OF TAJULMOLUK
A PSYCHOLOGICAL INTERPRETATION

Zaheer Abbas
Lecturer in Urdu
Government College Ravi Road, Shahdra, Lahore

Abstract

Metamorphosis occupies central place among the supernatural elements of folklore in world literatures. It is the most complicated and complex phenomenon yet much applied in stories of yester years. The treasure of hidden meanings can be discovered by interpreting its symbolic and metaphorical usage. In this article, metamorphosis of Tajulmoluk and its effects on the protagonist of Mazhab e Ishq has been discussed in light of psychological theories presented by Jung and other psychologists of his school of thought.

Keywords: لوک کہانیاں، جنت، ژونگ، تاج الملوک، بکاؤلی، شہزادہ، سانپ، کایا کلپ، جوزف کیمبل، روح

لوک کہانیاں اور داستانیں مافوق الفطری عناصر سے بھری ہوتی ہیں۔ وہاں وہ سب کچھ ہوتا ہے جسے انسان سوچ سکتا ہے۔طلسماتی جزیرے،کہیں جنت کا نقشہ پیش کرتے ہوئے تو کہیں دوزخ کا منہ چڑاتے آتشیں دریاؤں سے قاری کا سابقہ پڑتا ہے۔حسن و جمال میں حوروں کو شرماتی پریاں اور دوشیزائیں تو کہیں بدصورت چڑیلیں جنھیں دیکھ کر انسان کی آنکھیں خوف سے ابل پڑیں۔طلسم کی اس وادی میں اترنے کے لیے بہت بڑا جگرا چاہیے۔داستان میں جہاں دوسرے معنی خیز مظاہر سے ہمارا واسطہ پڑتا ہے ان میں سے سب سے پیچیدہ مظہر کایا کلپ ہے۔انسان کبھی دوسرے انسان میں،کبھی کسی جانور میں تو کبھی کسی دوسری نوع میں چاہتے ہوئے اور نا چاہتے ہوئے تبدیل ہو رہا ہے۔اگر ہم اس عمل کی علامتی اور استعاراتی تعبیر کریں تو معنی کا اک خزانہ ہمارے ہاتھ آسکتا ہے۔ہیرو کبھی جانور کی جون میں تبدیل ہو رہا ہے تو کبھی اپنی آنکھوں کے سامنے کایا کلپ کا عمل ہوتے دیکھتا ہے۔داستان میں بار بار جانوروں سے ہیرو کا سامنا ہوتا ہے یہ کوئی اتفاقی امر نہیں ہے بلکہ یہ جانور یا دوسری انواع ہی ہیں جو منزل کے ہر راستے پر اس کی رہنمائی کے لیے متعین ہیں۔

ژونگ کے مطابق جانور انسان سے زیادہ خدا کے فرماں بردار ہیں۔ ان کی زندگی شکوک وشبہات سے آزاد ہوتی ہے اور وہ اپنی باطنی تنظیم سے انحراف نہیں کرتے۔یہی وجہ ہے کہ بہت سی لوک کہانیوں میں جانور صحیح (Right) رویے کی علامت سمجھے جاتے ہیں یہ جنت کی سلطنت کی طرف تمہاری رہنمائی کرتے ہیں اور جنت تمہارے اندر پوشیدہ ہے۔(۱)

یہاں جانور محض جانور نہیں ہے بلکہ لاشعور کا وہ رہبر ہے جو جانور کی شکل میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔جونہی ہم لاشعور کے سمندر میں غوطہ زن ہوتے ہیں رہبر ہماری رہنمائی کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔جہاں ہم ضرورت محسوس کرتے ہیں یہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ دراصل روح کی نخست مثال ہے جو جانور کی شکل میں ہماری رہنمائی کر رہی ہے۔ژونگ کے نزدیک اس کا دوسرا روپ دانش مند بوڑھے کا ہے جو جادوئی صلاحیتوں کا مالک ہے اور لاشعور کے راستے پر ہمارا رہبر بن کر ہمارے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔(۲)

لوک کہانی میں موجود تبدیلی ہیئت کے مظہر کی ہم اس وقت تک صحیح تعبیر نہیں کرسکتے جب تک

ہم اس پورے نظام کو نہ سمجھ لیں ۔لوک کہانی یا داستان میں موجود ان مظاہر کو سمجھنے میں کلچر کی پروردہ زبان ہماری اتنی رہنمائی نہیں کرتی جتنی علامتوں کی زبان کرتی ہے ۔بعض اوقات فطرت بھی غیر مرئی کیمیاوی عمل کے ذریعے چیزوں کی ہیئتیں تبدیل کر رہی ہوتی ہے۔

لوک کہانیوں میں بعض اوقات تو انسان کی ہیئت کسی دوسرے انسان یا ساحر کی وجہ سے تبدیل ہو رہی ہوتی ہے اور کبھی بغیر کسی بیرونی قوت کے اسے تبدیلی ہیئت کے عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔

اس حوالے سے ’مذہب عشق‘ میں موجود کایا کلپ کی ایک مثال کو دیکھا جا سکتا ہے۔ بکاؤلی کی ماں جمیلہ خاتون جب تاج الملوک اور بکاؤلی کو ایک ساتھ دیکھ لیتی ہے تو تیغ پا ہو جاتی ہے۔ تاج الملوک کو اُٹھا کر بہت دور پھینک دیتی ہے جو ایک ’’دریائے عظیم‘‘ میں جا گرتا ہے۔ گرتا پڑتا جب وہ باہر نکلتا ہے تو عجائبات عالم سے اس کا سامنا ہوتا ہے۔ گویا وہ کسی جنت میں آ گرا ہو۔ وہاں وہ دیکھتا ہے کہ ایک اژدھا پہاڑ سا آ رہا ہے ۔شہزادہ ڈر کر درخت پر چڑھ جاتا ہے اور کیا دیکھتا ہے کہ اژدھے کے منہ سے ایک چھوٹا سا سانپ نکلا۔ اس نے اپنا منہ کھولا اور ایک من آفتاب سا چمکتا ہوا اُگل دیا۔ شہزادے کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اس من کو حاصل کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے وہ بڑا سا لوندا کیچڑ کا دریا سے اُٹھا لایا اور درخت پر چڑھ رہا۔

شہزادہ رات بھر اس من کو حاصل کرنے کے لئے اژدھے کا انتظار کرتا رہا۔ وقت مقررہ پر جب اژدھا آیا اور سانپ نے منہ سے من نکالا تو اس نے گل حکمت کا لوندا من پر ڈالا چار سو اندھیرا ہو گیا اور سانپ اور اژدھا سر پٹک پٹک کر مر گئے۔

شہزادہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ ایک رات جب وہ ایک درخت پر بیٹھا تھا۔ وہیں ایک بولتی ہوئی مینا کا آشیانہ تھا جو ہر رات اپنے بچوں کو کہانیاں سناتی تھی۔ اس رات بھی وہ انہیں ایک کہانی سنا رہی تھی کہ اس جنگل میں گنج بے شمار ہیں لیکن یہاں دکن کی جانب ایک حوض کنارے بڑا درخت ہے۔ اگر کوئی اس کے پوست کی ٹوپی بنا کر پہنے تو کسی کو نظر نہ آئے ۔لیکن وہاں جانا مشکل ہے کیونکہ اس کی رکھوالی ایک سانپ کرتا ہے۔

لیکن اگر کوئی ہمت والا ہو تو جب سانپ اس کی طرف لپکے تو وہ حوض میں غوطہ لگائے فوراً کوا

بن جائے۔ پھر درخت کے پچھم کی طرف والی ڈال پر جا بیٹھے۔ لال پھل توڑ کر کھائے تو صورت اصلی پر آ جائے اور اگر سبز پھل کھائے تو کوئی حربہ اس پر اثر نہ کرے کمر میں باندھے تو ہوا میں اُڑتا پھرے پتے زخم پر رکھے تو بھر آئے۔ اگر اس کی لکڑی ہزار من لوہے کے قفل کو چھوئے تو اس وقت کھل جائے۔

شہزادہ رات بھر سنتا رہا۔ صبح ہوتے ہی وہ اس حوض کنارے پہنچا۔ خود کو پانی میں گرا کر کوا بنا۔ پھر لال پھل کھا کر انسانی شکل میں واپس آیا، سبز پھل، لکڑی، چھال کی ٹوپی بنا کر اور کچھ پتے باندھ کر وہاں سے اُڑ گیا۔

راستے میں ایک سنگ مرمر کے حوض کنارے اپنی ٹوپی اور عصا رکھ کر پانی میں نہانے کے لئے کود پڑا۔ جونہی باہر سر نکالا عورت بن چکا تھا۔ حیرت سے اس کی سٹی گم ہوگئی۔ ایک نوجوان اسے اپنے ساتھ لے جا کر اس کے ساتھ شادی کرتا ہے۔ ایک عرصہ وہ اسی عورت کے روپ میں رہتا ہے۔ بچے جنتا ہے۔ ایک روز نہانے کو اس کا جی مچلتا ہے۔ اس مقصد کے لیے جونہی وہ ایک حوض میں غوطہ زن ہوتا ہے اس کی کایا کلپ ہوجاتی ہے۔ نہا کر جب باہر نکلتا ہے تو ایک بار پھر زن سے مرد میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ لیکن وہ اپنے پہلے روپ میں نہیں بلکہ بدصورت حبشی میں تبدیل ہو چکا ہے۔ ابھی نئی صورت پر حیرت کا اظہار کر ہی رہا ہوتا ہے کہ ایک بد وضع حبشی عورت غصے میں اس کے پاس دوڑی آتی ہے اور اسے یہ کہہ کر اپنے ساتھ لے جاتی ہے کہ بچے گھر میں تمہارا انتظار کر کر کے پاگل ہو رہے ہیں اور بھوک سے ان کا بُرا حال ہے۔ وہ اسے جنگل سے لکڑیاں لانے کو کہتی ہے تاکہ ٹھنڈا چولہا گرم ہو۔ وہ حیرت زدہ سا کلہاڑا لیے جنگل میں لکڑیاں لینے چل نکلتا ہے۔

وہیں ایک حوض میں اس نیت سے کودتا ہے کہ دیکھئے اب کی بار کس صورت سے باہر نکلتے ہیں۔ اس نے حوض میں غوطہ مار کر جب سر نکالا تو خود کو بصورت اصلی پہلے حوض کے کنارے پایا۔ لاٹھی اور ٹوپی وہیں پڑی ہوئی تھی اس نے صبر و شکر کیا اور آگے نکل کھڑا ہوا۔

درج بالا مثال بہت سے مظاہر فطرت سے مزین ہے۔ درخت، کوا، سانپ، اژدھا، سن، مینا، خوبصورت باغ، رنگارنگ کے پھل پھول وغیرہ۔ لیکن ان سب سے زیادہ اہم اور کلیدی مظہر پانی ہے جو شہزادے کی کایا کلپ کا سبب بنتا ہے۔ یوں تو پانی تباہی و بربادی اور ہیبت کی علامت بھی ہے لیکن

یہاں پانی زندگی کا استعارہ ہے۔ جمیلہ بیگم کا اسے دریائے عظیم میں پھینکنا، شہزادے کا تالاب میں غوطہ لگا کر کو ابنا اور پھر بار بار تالاب میں اُتر کر تبدیلی ہیت کے عذاب سے دوچار ہونا۔

زمین کا تین چوتھائی حصہ پانی پر مشتمل ہے۔ انسان پانی کے بغیر اک لحہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ خود انسانی جسم بیشتر پانی پر مشتمل ہے اور اس پانی کے کیمیاوی اجزا سمندر کے پانی سے بہت مماثلت رکھتے ہیں۔ پانی جوہر حیات میں سب سے افضل ہے گویا پانی زندگی کا استعارہ ہے۔ کیمیا گروں کے نزدیک پانی دانش وعلم اور سچ اور روح کی علامت ہے:

"For the alchemists it was wisdom and knowledge, truth and spirit, and its source was in the inner man, though its symbol was common water and sea water."(۳)

پانی میں غوطہ زن ہونے کا مطلب ہے اپنے لاشعور میں غوطہ زن ہونا اور جب تک لاشعور میں غوطہ زن نہیں ہوگا سچ کے بارے میں نہیں جان پائے گا۔ پانی کے اندر جانا اور پھر باہر آنا بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی شعور کی دُنیا چھوڑ کر لاشعور کی دُنیا میں غوطہ زن ہو جائے اور پھر نفسیات دانوں کے نزدیک یہ اپنے اندر مادرانہ پن لئے ہوئے ہے جو کوئی کہ اس کے اندر سے باہر نکلتا ہے وہ بالکل نئے روپ کے ساتھ باہر آتا ہے۔ (۴)

خود بیشتر مذاہب میں طہارت کا تصور پانی سے منسوب ہے۔ عیسائیوں کے بپتسمہ کا عمل ہو، ہندوؤں کا اشنان ہو یا مسلمانوں کا وضو کرنے کا عمل سب ایک ہی کڑی کے مختلف دائرے ہیں۔ پانی اگرچہ ظاہری آلائشیں ہی پاک کرتا ہے لیکن انسان روحانی طور بھی پر خود کو پاکیزہ محسوس کرتا ہے۔ اس طرح کے مواقع پر پانی محض پانی نہیں رہتا بلکہ معنوی سطح پر طلسماتی پانی بن جاتا ہے۔ جمیلہ بیگم تو غضبناک ہو کر تاج الملوک کو اُٹھا کر ''صحرائے طلسم'' میں پھینکتی ہے تاکہ وہاں وہ سسک سسک کر بھوک اور پیاس کے ہاتھوں مارا جائے۔ وہ صحرا میں گرنے کی بجائے وہاں موجود ''دریائے عظیم'' میں گرتا ہے۔ اگر وہ کسی خشک جگہ پر گرتا تو اس کی ہڈی پسلی ایک ہو جاتی۔ وہ پانی میں گرتا ہے اور بچ جاتا ہے۔ وہ موت سے لڑتا بھڑتا، تیرتا ہوا جب کنارے پر پہنچتا ہے تو اس کا سامنا عظیم طلسماتی سلسلے سے ہوتا ہے۔ اگر خواب میں آنے والے کردار یا مناظر حقیقی زندگی میں بھی موجود ہوں یا رہے ہوں تو شکل

وشباہت میں یکسانیت کے باوجود ان کی تعبیر ایک ہی سطح پر نہیں ہوگی۔ دونوں کی معنویت خواب کے اس نظام کے تحت ہوگی جس نظام کا وہ حصہ ہیں۔ یہاں تعبیر کی زبان علامتی اور استعاراتی ہوگی۔ خواب میں کچھ ایسے اشارے ضرور پوشیدہ ہوتے ہیں جن کی مدد سے اسے کافی حد تک سمجھا جا سکتا ہے۔ اس مثال میں بھی اگر غور کریں کئی ایک اشارے پنہاں ہیں۔

تاج الملوک کے کردار کی معنویت دریائے عظیم میں گرنے سے پہلے کچھ اور تھی اور اب یکسر مختلف ہوگی۔ داستان میں Human سے Superhuman یا Subhuman دائروں میں انتقال کے بعد ہی اصل مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ جوزف کیمبل اس مرحلے کو بہت اہمیت کا حامل قرار دیتا ہے:

> "Once having traversed the threshold, the hero moves in a dream landscape of curiously fluid, ambiguous form, where he must survive a succession of trials. This is a favorite phase of myth-adventure. It has produced a world literature of miraculous tests and ordeals. The hero is covertly aided by the advice, amulets, and secret agents of the supernatural helper whom he met before his enterance into this region. Or it may be that he here discovers for the first time that there is a benign power everywhere supporting him in his superhuman passage.(۵)

اب تاج الملوک بھی اس مافوق الفطری نظام کا حصہ ہے۔ اردگرد موجود عجائبات کو دیکھ کر حیران ہو ہو جاتا ہے۔ وہ وجودی سطح پر اس نظام کا ایک جز ہونے کے باوجود اس نظام کے دستور سے نا آشنا ہے۔ انار کھانے کی کوشش کرتا ہے تو اس میں سے پرندے اُڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ وہاں گزارنے کے بعد وہ ایک اور دریا میں اُتر کر دوسرے مقام تک جا پہنچتا ہے۔ جہاں اس کا سامنا عظیم اژدھے سے ہوتا ہے جس کے منہ سے ایک چھوٹا سانپ قیمتی من لے کر نکلتا ہے۔ لالچ جو انسانی فطرت کا خاصہ ہے کسی بھی وقت انسان کو جرم پر اُکسا دیتا ہے۔ یہاں وہ من کے حصول کی خاطر اژدھے اور سانپ کو مار دیتا ہے اور آگے نکل کھڑا ہوتا ہے۔ یہاں تک وہ بغیر کسی رہبر اور مددگار کے پہنچا ہے۔ کوئی اس کا پرسانِ حال نہیں ہے۔ پھر وہ ایک ایسے درخت پر جا بیٹھتا ہے جس پر ایک مینا کا آشیانہ

ہے۔ وہ مینا یوں تو اپنے بچوں کو کہانی سنا رہی ہے۔ گویا روح کی نخست مثال جانور کے ذریعے اپنا اظہار کر رہی ہے لیکن دراصل وہ (وہی مددگار ہے جس کا ذکر ژونگ نے کیا ہے) تاج الملوک کی رہنمائی کر رہی ہے جو عرصہ دراز سے طلسماتی دُنیا میں بھٹکتا پھر رہا ہے۔ وہ بچوں کو بتاتی ہے کہ اس جنگل میں گنج بے شمار ہیں لیکن یہاں دکن کی جانب ایک حوض کنارے بڑا درخت ہے اگر کوئی اس کے پوست کی ٹوپی بنا کر پہنے تو کسی کو نظر نہ آئے۔ یہ وہ پہلا سبق ہے جو وہ تاج الملوک کو دے رہی ہے۔ وہ دراصل اسے کامیابی کے اس راز سے آشنا کر رہی ہے کہ زندگی میں حصولِ مقصد کے لئے لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہونا نہایت ضروری ہے۔ نظروں سے اوجھل ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ چھپ چھپ کر چوروں کی طرح کوئی کام کریں۔ اس کی تعبیر یہ ہو سکتی ہے کہ آپ ظاہری طور پر تو دوسروں کے ساتھ دوسروں کی طرح ہوں لیکن باطنی سطح پر ایک ایسا راز نہاں ہوں جس کا ادراک کرنے کے لئے خود آپ کو بھی اپنی ذات میں غوطہ زن ہونا پڑے۔ خود کو سربستہ راز بنا لینے سے ہی کامیابی انسان کے قدم چومتی ہے۔ یہاں مینا تاج الملوک کو یہی سبق پڑھا رہی ہے۔

> "I Ching says in one orcale that in order to achieve a great goal, one has to set aside any superficial or personal gratification and then, so to speak, disappear from the scene."(۶)

بد اندیش ہر لمحہ انسان کی ٹوہ میں رہتے ہیں۔ جب بھی انہیں موقع ملتا ہے وہ اپنی سی کر گزرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ راز کی اہمیت مسلمہ ہے۔ وہ بچوں کو بتاتی ہے کہ اس درخت تک پہنچنا آسان کام نہیں ہے وہ ایک حوض کے کنارے ہے جس کی حفاظت ایک سانپ کرتا ہے۔ اب خزانے کی حفاظت کے حوالے سے سانپ کا ہونا انسان کے اجتماعی لاشعور کا حصہ ہے۔ یہاں وہ سانپ کو مارنے کا نہیں بلکہ اسے دھوکا دینے کو کہہ رہی ہے کہ جونہی سانپ اس کی طرف لپکے وہ حوض میں غوطہ مارے اور فوراً کوا بن جائے گا۔ کوے کی اساطیری اہمیت مسلمہ ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ آسمانوں سے علم و دانش کی روشنی انسانوں کے لئے لاتا تھا یہی وجہ ہے کہ یہ جل کر سیاہ رنگ کا ہو گیا ہے۔ خود ہابیل قابیل کے معاملے میں کوے کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔(۷)

کو ایہاں عقل و دانش کی علامت ہے اور دانش اس وقت تک قریب نہیں پھٹکتی جب تک انسان اپنے لاشعور میں غوطہ زن نہ ہو جائے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ پانی لاشعور کا استعارہ ہے اور انسان جب تک لاشعور میں غوطہ زن نہیں ہوگا کچھ حاصل نہیں کر پائے گا۔

ژونگ کی نفسیاتی نظریات میں Ego (انا) شعوری شخصیت کا مرکز ہے جبکہ ذات (Self)، نفس (جس میں شعور اور لاشعور دونوں شامل ہیں) کا تنظیمی مرکز ہے۔(۸)

جب تک کردار نفس کے اندر نہیں اُترے گا انا کے دائروں کا اسیر رہے گا۔ اسے باطن کی گہری سطح کا ادراک نہیں ہو سکے گا یہی معاملہ تاج الملوک کے ساتھ ہے۔ جب تک لاشعور کا رہبر اس کی رہنمائی نہیں کرتا وہ اپنی انا کی اسیری میں خود راستہ تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن بار بار ناکام ہوتا ہے۔ ژونگ تو 'انا' کو گناہ کے قریب قریب تصور کرتا ہے:

> "Egocentricity is a necessary attribute of consciousness and is also its specific sin. But consciousness is confronted by the objective fact of the unconscious, often enough an aveging deluge. Water in all forms sea, lake, river, spring is one of the commonest typifications of the unconscious, as is also the lunar famininciity that is closely associated with water."(۹)

ذات کی دریافت کا عمل بہت ٹیڑھا اور پیچیدہ ہے۔ ابتدا میں لاشعور اور شعور میں گھمسان کا رن پڑتا ہے۔ دونوں اپنی اپنی اجارہ داری قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ جب لاشعور، شعور پر غالب آ جاتا ہے تو تکمیلیت تک کا سفر شروع ہوتا ہے۔ شروع میں تاج الملوک لاشعور کی طلسمی فضا کو قبول نہیں کرتا۔ جوں جوں وقت گزرتا ہے وہ اشیا سے مانوس ہوتا چلا جاتا ہے۔ اب وہ لاشعور کے راستے پر چل نکلا ہے۔ وہ جو شروع میں حیرت میں گم ہے اب نئے ماحول کو نہ صرف قبول کر چکا ہے بلکہ اپنے ماضی کو عارضی طور پر فراموش بھی کر چکا ہے۔ یہ خود فراموشی ہی ہے جس کی وجہ سے موجودات کی ماہیت ہم پر ظاہر ہوتی ہے۔

یہاں شہزادے کا درخت پر چڑھنا اور درخت سے منسلک اشیا کے ذریعے تبدیلی ہیت کے ساتھ ساتھ دوسرے معجزہ ہائے فطرت سے آشنا ہونا بذات خود بہت معنی خیز ہے۔ پانی جو مادرانہ پن لئے

ہوئے ہے اس کے مقابلے میں درخت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے اندر والدین کی طرح کی شفقت لئے ہوتا ہے۔(۱۰)

وہ انسان کو کئی حوالوں سے نوازتا ہے۔ درخت انسان کو بلندیوں کی طرف لے جاتا ہے جوں جوں آپ اُوپر چڑھتے چلے جاتے ہیں ذات کے مدارج طے کرتے چلے جاتے ہیں (درخت کی علامتی حیثیت نفسیاتی سے زیادہ مابعد الطبیعیاتی ہے)۔ژونگ نے ایک جرمن لوک کہانی میں موجود درخت کا بہت گہرا مشاہدہ کیا ہے جس میں ہیرو ایک ایسے درخت پر چڑھنا شروع کرتا ہے جس کی شاخیں بادلوں کی اوٹ میں کہیں چھپی ہوئی ہیں۔ وہ درخت پر چڑھتے چڑھتے ذات کے سارے راز دریافت کر لیتا ہے۔(۱۱)

یہاں بھی تاج الملوک درخت پر کیا چڑھتا ہے سب کچھ اس کی مٹھی میں آجاتا ہے۔ غائب ہو جانے کا راز، پانی نے اسے اپنی آغوش میں چھپا کر اسے شر کی قوتوں سے بچایا لیکن درخت نے اسے دوبارہ نئی زندگی پہلی شکل میں عطا کی۔ کہتے ہیں کہ والدین پھل دار درخت کی طرح ہوتے ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے اولاد پر کوئی آنچ نہیں آسکتی۔ یہ نہ صرف اولاد کو آفات سے بچاتے ہیں بلکہ زندگی گزارنے کے اطوار بھی بتاتے ہیں۔ اس نے درخت سے لکڑی کی لاٹھی بھی لے لی تاکہ جہاں اسے محسوس ہو کہ آگے بڑھنا ممکن نہیں رہا لاٹھی کی مدد سے آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے اور لاٹھی کی بذات خود علامتی حیثیت متعین ہے۔ Marie-Luise Von Franz نے ڈنمارک کی ایک لوک کہانی The Princess with Twelve Pairs of Golden Shoes کا نفسیاتی حوالے سے تجزیہ کیا ہے۔ اس لوک کہانی میں ایک دانش مند بوڑھا ہیرو کو ایک گیند اور عصا عطا کرتا ہے گیند اس کی رہنمائی کرنے کے لئے ہے جبکہ عصا اسے دوسروں کی نظروں سے غائب کر دے گا۔ عصا کی معنویت پر اس نے دلچسپ اور معنی خیز گفتگو کی ہے۔ تاج الملوک ٹوپی پہن کر نظروں سے اوجھل ہوتا ہے اور اس کہانی کا ہیرو اگر عصا اپنے ہاتھ میں رکھے گا تو دوسروں کی نگاہوں سے اوجھل رہے گا۔ جبکہ تاج الملوک کے پاس جو عصا ہے وہ پوشیدہ خزانوں تک اس کی رہنمائی کرے گا۔ فرق صرف اشیا کے ناموں کا ہی

ہے وگر نہ معنویت کے لحاظ سے تو بات ایک ہی ہے ۔ یہی جادو کی چھڑی سروشِ سخن میں بھی ہے جس شخص کی طرف تبدیلی شکل کا قصد کر کے چھڑی کا اشارہ کریں گے اس کی شکل فی الفور بدل جائے گی ۔(۱۲)

Van Franz نے عصا کی تاریخی اور علامتی حیثیت پر لکھتے ہوئے کہا ہے:

> "Its a kind of extension of one's hand, and thus an extension of one's will power or purposiveness beyond the body(۱۳)

یہاں تک پہنچتے پہنچتے تاج الملوک کو کئی مراحل سے گزرنا پڑا ہے ۔ مینا جو اپنے بچوں کو بتا رہی ہے کہ اس جنگل میں کئی گنج ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جنگل ہیروں اور جواہرات سے بھرا ہوا ہے اور سننے والا کھود کھود کر ہیرے جواہرات نکال کر لے جائے ۔ اور نہ ہی ایسا کچھ وہ کرنے کو کہتی ہے بلکہ اس کہانی میں چھپا ہوا خزانہ ذات (Self) کی علامت ہے ۔ جس کے ادراک کے لئے وہ تاج الملوک کی رہنمائی کر رہی ہے ۔ لاشعور کے جنگل میں سفر کرنے کے دوران اور اپنی ذات میں اُترنے کے بعد اس کے ہاتھ پہچان کے کئی جوہر (عصا، ٹوپی، پھل وغیرہ) آتے ہیں اور وہ سرخرو ہو کر آگے کی طرف چل پڑتا ہے ۔

ابھی جوہر کی محافظت کا ایک کٹھن مرحلہ باقی ہے ۔ اس مرحلے پر ہمارا ہیرو بھٹک جاتا ہے اور پھر بہت مشکلوں کے بعد دوبارہ ایک نئے تجربے کے ساتھ نئے روپ میں واپس آتا ہے ۔

اژدھا جو "خزانے" کی حفاظت پر مامور ہے رات رات بھر نہیں سوتا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آنکھ جھپکے اور کوئی چھپے ہوئے خزانے لے اُڑے لیکن تاج الملوک اپنی ٹوپی اور عصا وغیرہ حوض کنارے رکھ کر پہلے تو آرام سے نیند پوری کرتا ہے اور پھر تازہ دم ہونے کے لئے بغیر سوچے سمجھے حوض میں کود پڑتا ہے اور نتیجے کے طور پر ایک عورت میں تبدیل ہو جاتا ہے ۔ ابھی وہ عجائبات کے رموز سے مکمل طور پر آشنا نہیں ہوا جس طرح پھل کھانے کے معاملے میں اسے دھوکا ہوتا ہے یہاں بھی یہی صورتِ حال ہے ۔ تاج الملوک جس رمز سے نا آشنا ہے وہ یہ ہے کہ اب وہ جس نظام کا حصہ ہے وہ نظامِ حقیقت کے بکسر الٹ کوئی اور ہی دُنیا ہے ۔ شروع سے آخر تک ہیرو کے کچھ کھانے یا پینے کا ذکر نہیں ملتا وجہ یہ ہے کہ اسے بھوک ہی نہیں لگتی یہاں جو چیزیں کھانے کی لگتی ہیں وہ کھانے کی ہیں نہیں انار کھانا چاہتا ہے نہیں کھا پاتا،

حوض میں چھلانگ لگاتا ہے کوابنتا ہے اور باقی درخت کی اشیا سے کرامات دکھاتا پھرتا ہے۔اب اس مشکل مرحلے پر دھوکا کھا جاتا ہے۔یہاں پھر اس کا سامنا پانی سے ہے لیکن پانی میں کودنا وہ اپنی مرضی سے ہے اور مقصد نہانا ہے اب یہ وہ مرحلہ ہے جہاں ہیرو کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں۔آگے کا سفر اس نے اکیلے طے کرنا ہے۔اب ذات کے مشاہدے کا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے۔اس مرحلے میں وہ خود اپنی رہنمائی کرے گا۔پہلے مرحلہ پر لاشعور کے رہبر نے باطنی خزانے تک اس کی رہنمائی کی اب اس خزانے کی اہمیت اور محافظت کے قابل بنانا ہے۔

یہاں غسل کے بغیر ہیرو کے اندر وہ دانش نہیں آسکتی جس کو بروئے کار لاتے ہوئے وہ ''سچائی'' کی رمز سے آشنا ہو سکے۔اس مرحلے سے کامیابی سے گزرنے کے بعد وہ تکمیل کے تمام مراحل طے کر لیتا ہے اور پھر دوسروں کے دل میں اس کے لئے احترام کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔پانی میں جتنی بار وہ کودتا ہے ایک نئے روپ کے ساتھ باہر آتا ہے۔پہلے مرحلے میں وہ محض نہانے کے لیے پانی میں اترتا ہے لیکن بعد میں وہ اپنی پہلی شکل کے حصول کے لیے پانی میں چھلانگ لگاتا ہے۔یہاں تو فطری پانی ہے جو اس کی رہبری کر رہا ہے۔قدیم کیمیاگر پانی کے ذریعے سے مریضوں کی کایا کلپ کر دیتے تھے۔وہ انہیں کیمیاوی عمل کے ذریعے لاشعور کی سیر کراتے جب وہ واپس آتے تو مکمل طور پر تبدیل ہو چکے ہوتے۔

ژونگ نے اس حوالے سے ایک تمثیل کا ذکر کیا ہے۔انسان کی باطنی کایا کلپ کے حوالے سے بہت دلچسپ ہے۔ایک بادشاہ جو کسی مہم پر نکلنے کو ہے۔اپنے ایک ملازم کو حکم دیتا ہے کہ اسے پانی پلایا جائے۔پانی پی کر وہ مڈھال ہو کر گر پڑتا ہے تمام لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ بادشاہ اب زندہ نہیں رہے گا۔دو طرح کے طبیب اس کے علاج کے لئے بلائے جاتے ہیں ایک فریق اس کے جسم کو ٹکڑوں میں تقسیم کرتا ہے، پھر دوبارہ جوڑتا ہے۔کیمیاوی پانی سے اسے غسل دیتا ہے اور کچھ دیر کے لئے ایک نیم گرم کمرے میں رکھ دیتا ہے۔تھوڑی دیر کے بعد جب وہ اسے باہر نکالتے ہیں تو وہ ابھی تک نیم مردہ حالت میں ہی ہے۔پھر دوسرا فریق آگے بڑھتا ہے اور دوبارہ اسے اپنے طریقے سے غسل دے کر کمرے میں رکھ دیتا ہے۔کچھ دیر کے بعد جب وہ دروازہ کھولتے ہیں تو بادشاہ ایک نئے روپ میں

کمرے سے باہر آتا ہے اور اس کی دھاک دشمنوں کے دلوں پر بیٹھ جاتی ہے۔اگر چہ یہاں غسل میں بادشاہ کی مرضی شامل نہیں ہے لیکن پانی وہ اپنی مرضی سے پیتا ہے۔ یہ پانی ہی ہے جو اسے اس حالت تک پہنچاتا ہے۔اب یہ معاملہ اتنا سادہ نہیں ہے یہ سارا عمل باطنی سطح پر ہو رہا ہے اور عام لوگ اس کی رمزیت سے نا آشنا ہیں جبکہ طبیب جو رمزیت سے آشنا ہیں، جانتے ہیں کہ لاشعوری سطح پر کیا تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ژونگ کے نزدیک بادشاہ کے دل کا پانی سے سیراب ہو کر نیم مردہ ہو جانے کی وجہ سے بادشاہ کے وجود کے اندر مرد و زن کا ملاپ ہو جاتا ہے جو لاشعور اور شعور کے ملاپ میں تبدیل ہو جاتا ہے جسے وہ Spagyric Marriage کا نام دیتا ہے۔اس کے نتیجے میں بادشاہ سچائی کے خزانے سے آشنا ہو جاتا ہے اور دوبارہ باطنی سطح پر وہ دانش کا تجسیمی روپ بن جاتا ہے۔(۱۴)

ہمارے ہیرو کا بھی یہاں لاشعور میں غوطہ زن ہونے کے بعد اپنی ذات کے نسائی روپ سے سامنا ہو جاتا ہے۔ یہاں ہیرو کے اندر جو "تصویرِ زن" ہے اس کی تربیت مقصود ہے۔جو لحہ لحہ اُسے منزل کے راستے سے بھٹکانے کے درپے ہوتی ہے۔نفسیاتی حوالے سے عورت مرد کے مقابلے میں زیادہ تشکیک کا شکار ہوتی ہے اور زندگی کے تمام معاملات میں بہت کمزور واقع ہوتی ہے۔سو جب تک انسان اپنے اندر موجود "تصویرِ زن" کے اس نخست مثال کی تہذیب نہیں کرتا زندگی کے میدان میں کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔یہاں شہزادہ باطنی طور پر اس تجربے سے گزر رہا ہے ایک عرصہ وہ عورت کے روپ میں گزارتا ہے اور ذات کی اس اہم سطح کو سمجھنے کی کوشش بھی کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے لاشعور میں Anima Figure بقول Von Franz تبدیلی کے مدراج سے گزر رہا ہے:

> "The anima figure has to go through the process of renewal, but if we do so we forget our own hypothesis namely that the figures are archetypal not human. So we can say that the bath, the water, is a return to unconscious in order to cleansed from certain shadow aspects which do not really belong.(۱۵)

یہاں بھی پانی میں غوطہ لگاتے ہی ہیرو کے وجود میں شامل نسوانی جوہر کی تجدید ہو رہی ہے اور ایسا لاشعور میں خود فراموشی کے مراحل طے کیے بغیر ممکن نہیں تھا۔انسان جس کے لاشعور میں صدیوں پرانے عہد کی نخست مثالیں مختلف اشکال میں موجود ہیں۔ذات کے اندر اُترنے کے بعد کئی ایک روپ

میں اس کے سامنے آتی ہیں۔ یہاں وہ پہلے عورت، پھر حبشی اور پھر دوبارہ اپنے پہلے روپ میں واپس آتا ہے۔ گویا پہلے وہ تصویرِ زن کی تہذیب کرتا ہے اس کے بعد ذات کے اندر اُترتا ہے۔ تصویرِ زن اپنا تجسیمی روپ لیے ہوئے ہے۔ گویا وہ مکمل عورت ہے۔ عورت کا سامنا پانی میں اُترنے کے بعد لاشعور میں موجود ''تصویرِ مرد'' سے ہوتا ہے جو تہذیب کے ابتدائی مرحلہ میں ہے۔ حبشی جب نہانے کے لئے اُترتا ہے تو وہ دوبارہ اسی جگہ پر پہنچ جاتا ہے، جہاں سے پہلی بار نہانے کی غرض سے پانی میں اُترا تھا۔ یہاں وقت نہیں گزرا لیکن وہاں لاشعور کی سیاحت میں وہ کئی سال گزار آیا۔ خواب اور خیال میں وقت کا تصور وہ نہیں ہوتا جس کا سامنا انسان کو فانی دُنیا میں کرنا پڑتا ہے۔ خواب و خیال کا وقت یہاں سے کئی ہزار گنا زیادہ تیز ہے۔

انسان خارجی ماحول سے اتنا نہیں سیکھتا جتنا اپنی ذات کے اندر اُتر کر سیکھتا ہے۔ انسان جب تک لاشعور کی دُنیا میں ''غسل'' کی نیت سے نہیں اُترے گا کچھ نہیں سیکھ سکے گا اور روحانی بلندی کے حصول کے لئے لاشعور کی اتھاہ گہرائی میں ڈوبنا ہی پڑے گا۔ یہاں تاج الملوک بھی اپنی ذات میں موجود تمام بھیدوں کی حقیقت کو سمجھ لیتا ہے اور آخر میں ٹوپی اور عصا اسے دوبارہ مل جاتے ہیں اور وہ ان کا صحیح استعمال کرنے کے قابل بھی ہو چکا ہے۔ بار بار تبدیلی ہیت سے گزر کر وہ تکمیلیت کے تمام مراحل طے کر چکا ہے۔ گویا وہ ذات کے کیمیاوی عمل سے گزر کر کندن بن چکا ہے۔ ان جاں گسل تجربات سے گزرنے سے پہلے اس کی شخصیت نامکمل تھی۔ اب وہ لاشعور کی وادی سے ہو آیا ہے گویا نوزائیدہ بچے کی طرح اب وہ دوبارہ سفرِ حیات پر نکل کھڑا ہے۔ اس کی کایا کلپ ہوگئی ہے، اب وہ کبھی نہیں بھٹکے گا، کبھی ٹھوکر نہیں کھائے گا۔ ہم اپنے استدلال کا اختتام ژونگ کی اس پُرمغز بات پر کرتے ہیں:

"The transformation of the king from imperfect state into a perfect, whole, and incorruptable essence is portrayed in a similar manner in alchemy. It describes either his procreation and birth in the form of a hierogamos, or else his imperfect initial state and his subsequent rebirth in perfect form.(۱۲)

☆☆☆☆

حوالے

(۱) Marie Lousie Von Franz, Archetypal Dimensions of the Psyche, Boston & London: Shambhala, 1999, p. 90

(۲) C. G. Jung, The Archetypes and Collective Unconscious, New York: Pricetion University Press, 1989, p. 231

(۳) C. G Jung, Mysterium Coniunctionis, Canada: Priceton University Press, 1989, p. 278

(۴) Marie Lousie Von Franz, The Psychological Meaning of Redemption Motifs in Fairytales, Toronto, Canada: Inner City Books, 1980, p. 24

(۵) Joseph Campbell, The Hero with the Thousand Faces, New York: Meridian Books, 1956, p. 97

(۶) Marie Louise Von Frans, Archetypal Pattern in Fairytales, Toronto, Canada: Inner City Books, 1997, p. 35

(۷) Marie Louise Von Franz, The Faminine in Fairytales, Boston & London: Shambhal Publications, 1993, p. 139

(۸) سہیل احمد خان، مجموعہ سہیل احمد خان، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۹ء، ص: ۲۱۱

(۹) C. G Jung, Mysterium Coniunctionis, p. 272

(۱۰) C. G Jung, (Edited), Man and His Symbols, New York: Anchor Books, 1964, p. 24

(۱۱) C. G. Jung, The Archetypes and Collective Unconscious, p. 254

(۱۲) محمد فخر الدین حسین، سید، سروش سخن، مرتبہ: خلیل الرحمٰن داؤدی، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۳ء، ص: ۲۰۳

(۱۳) Marie Louise Von Frans, Archetypal Pattern in Fairytales, p. 33

(۱۴) C. G Jung, Mysterium Coniunctionis, p. 272

(۱۵) Marie Lousie Von Franz, The Psychological Meaning of Redemption Motifs in Fairytales, p. 25

(۱۶) C. G Jung, Mysterium Coniunctionis, p. 266